

حضرت رضا بریلوی

کا
حبیب، صوت و سیرت

تحقیق و تحریر

علامہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجیب القادری

تکشیہ

علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

جمعیت اشاعت الہدایت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار میٹھا در کراچی



پیش لفظ

اللہ تبارک و تعالیٰ کا کڑور ہا کڑور احسان ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان پیدا کیا۔ دولت اسلام ہمیں بن مانگے ماں کے پیٹ سے ملی ہم نے ایک مسلمان گھرانے میں آنکھ کھولی اور ہمیں حق و صداقت کی تلاش میں درد کی ٹھوکریں نہیں کھانی پڑیں۔ پھر رب کریم کا کرم بالائے کرم کہ اس نے اپنے ہمیں اپنے پیارے حبیب ﷺ کی امت میں سے کیا اور آپ ﷺ کا دامن کرم ہمارے ہاتھوں میں تھمایا۔ آپ ﷺ اپنی امت پر جتنے رؤف الرحیم ہیں یہ محتاج بیاں نہیں۔ لہذا ہم پر بھی لازم ہے کہ سرکار کریم ﷺ سے ایسی محبت کریں کہ جیسا کرنے کا حق ہے

مدار ایمان ہونے کی حیثیت سے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ رسول عربی ﷺ سے محبت کرے اس مقام پر ایک سوال کیا جاسکتا ہے کہ محبت اختیاری چیز نہیں ہے بلکہ دل کی ایک اضطراری کیفیت کا نام ہے کیونکہ محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے چنانچہ محبت رسول ﷺ سے کوئی کس طرح محبت کر سکتا ہے۔

جواب کے سلسلے میں اتنا عرض کرنا کافی ہوگا کہ محبت غیر اختیاری ہونے کے باوجود بالکل خود رو نہیں ہے بلکہ چند لگے بندھے اسباب کے ساتھ منسلک ہے محبت جب بھی کسی کے ساتھ واقع ہوتی ہے تو محبت کے مقررہ اسباب میں کوئی نہ کوئی سبب ضرور اس کے پیچھے ہوتا ہے۔ فطرت انسانی کے رجحانات کو سامنے رکھتے ہوئے محبت کے مندرجہ ذیل اسباب و

محرمات تلاش کئے گئے۔

پہلا سبب.....حسن و زیبائی ہے۔

یعنی انسان یا تو کسی کے حسن و زیبائی سے متاثر ہو کر اس سے محبت کرتا ہے۔

دوسرا سبب.....رشتہ قرابت ہے۔

یا پھر انسان دوستی اور رشتہ داری کے جذبہ سے مغلوب ہو کر کسی سے محبت کرتا ہے۔

تیسرا سبب.....سخاوت و فیاضی ہے۔

یا پھر انسان کسی کی سخاوت یا فیاض طبیعت سے متاثر ہو کر اس سے محبت کرتا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الصلوة والسلام عليك يا رسول الله ﷺ

نام کتاب : حضرت رضا بریلوی کا محبوب صورت و سیرت

مصنف : علامہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم قادری

حواشی : علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

ضخامت : ۲۸ صفحات

تعداد : ۴۰۰۰

مفت سلسلہ اشاعت : ۱۴۱

سن اشاعت : جنوری ۲۰۰۶ء

☆☆ ناشر ☆☆

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار، بیٹھادر، کراچی۔ ۷۴۰۰۰۷۹۹: ۲۴۳۹۷۹۹

چوتھا سبب..... مشکل کٹائی ہے۔

یا پھر انسان کسی ایسے شخص سے محبت کرتا ہے جو کہ اس کے مشکل وقت میں اس کے کام آیا ہو۔

پانچواں سبب..... فضل و کمال ہے۔

یا پھر انسان کسی کے فضائل و کمالات کو دیکھ کر اور ان سے متاثر ہو کر اس سے محبت کرتا ہے۔

چھٹا سبب..... محبت ہے۔

یا پھر انسان کسی ایسے شخص سے محبت کرتا ہے جو کہ خود اس سے محبت رکھتا ہو۔

فطرت انسانی موجودات میں سے کسی بھی موجود کے ساتھ جن اسباب کے زیر اثر محبت

کرتی ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ محمد عربی ﷺ کے بارے میں فطرت انسانی کا یہ تقاضا بدل جائے۔

پس میں تمام اہل نظر کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ پوری دیانت داری کے ساتھ میرے سرکار

ﷺ کے وجود مسعود میں محبت کے مذکورہ بالا اسباب کا ہجوم ملاحظہ فرمائیں اور پھر بتائیں کہ کیا اور

بھی کوئی ایسی شخصیت ہوگی کہ جو محبت کے لائق ہو۔

دور حاضر مسلمانوں کے لیے دور ابتلاء ہے، ہماری حالت اتنی ناگفتہ بہ ہے کہ ہر طرف

سے لادینی طاقتوں یہود و نصاریٰ، کفار و مشرکین ہمارا ناطقہ بند کرنے پر نکلے ہوئے ہیں۔ آج کے

مسلمان کے لیے نہ کوئی عزت ہے اور نہ کوئی قدر و منزلت وہ صرف اور صرف اغیار کے خدمت گار

بن کر رہ گئے ہیں آج ہم سب کی حالتیں دگرگوں ہیں عمامے اور ٹوپیاں جھاڑو تو گناہوں کی دھول

نکلے گی، قبائیں نچوڑو تو خود پسندی اور تکبر کی میل برآمد ہوگی، دامن کھولو تو لغزشوں اور خطاؤں کا

غبار نکلے گا۔

مسلمانوں کی کمزوری اور ناتوانی سے تقویت پا کر اسلام دشمن قوتیں کھلے بندوں اسلام

اور بانی اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی میں مصروف عمل ہیں جس کا تازہ ثبوت ڈنمارک اور ناروے

کے اخبارات میں شائع ہونے والے توہین رسالت پر مشتمل مضحکہ خیز خاکے ہیں لیکن آج مسلمان

میں اتنی قوت و جرأت نہیں کہ وہ ان مرتکبین توہین رسالت کو منہ توڑ جواب دے سکے۔ آج

مسلمانوں میں کوئی سلطان صلاح الدین ایوبی، کوئی غازی علم الدین شہید اور کوئی غازی عبدالقیوم

شہید موجود نہیں جو ان گستاخوں کو کفر کردار تک پہنچا سکے۔

لیکن یاد رکھیے کہ رب تبارک و تعالیٰ قادر و مطلق ہے اس کی عادت ہے کہ وہ زیادہ دیر

گستاخ رسول کو دھرتی کا بوجھ نہیں بنے دیتا ماضی میں بھی جب کبھی گستاخی رسول جیسے غلیظ و مکروہ

جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے تو اللہ رب العزت نے کبھی تو خود اور کبھی اپنے بندوں کے وسیلہ سے ان

گستاخوں کو کفر کردار تک پہنچایا ہے۔

آئے ہم بھی اپنے رب کی بارگاہ میں دعا کریں کہ اے خاموشی کی زبان سننے والے

مالک، اے اپنی مخلوق کے حال سے ہمہ حال باخبر رہنے والے مولیٰ ہم پر رحم فرما، اے مالک.....!

تو ہماری عاجزیوں اور ناتوانیوں سے خوب واقف ہے ہم گناہ گار اور بدکار بندوں پر یہ نہایت ہی

کڑا وقت ہے کہ جب تیرے حبیب کریم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں کھلے بندوں گستاخی کی

جسارت کی جارہی ہے۔ اے مالک.....! ہم مجبور ہیں لیکن تو تو قادر ہے، اے مولیٰ ہم عاجز ہیں

لیکن تو تو متکبر ہے اے رب ہم بے بس ہیں لیکن تو تو قہار و جبار ہے تو ہی دربار رسالت کے ان

گستاخوں کو نیست و نابود فرما دے۔

زیر نظر رسالہ "حضرت رضا بریلوی کا محبوب صورت و سیرت" جمعیت اشاعت

اہلسنت پاکستان کی جانب سے شائع ہونے والی 141 ویں اشاعت ہے۔ یہ رسالہ دراصل

حضرت علامہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری صاحب کی تصنیف "امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ" سے

حاصل کردہ ایک مضمون ہے جس میں فاضل مصنف نے اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان فاضل

بریلوی علیہ الرحمہ کے حوالے سے ان کے محبوب جو کہ محبوب رب العالمین ﷺ ہیں کا ذکر کیا ہے

۔ اس مضمون کو جمعیت اشاعت اہلسنت علیحدہ سے رسالے کی صورت میں شائع کرنے کا شرف

حاصل کر رہی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ مصنف موصوف کے علم و عمر و عمل میں خیر و برکت عطا

فرمائے۔ آمین

حضرت رضا بریلوی کا محبوب

صورت و سیرت

دنیا چاہے کچھ کہے محبت کئے جانے کے لائق صرف وہی ذات ستودہ صفات ہے جو مقصود کائنات اور محمود ارض و سماوات ہے جس سے خود اللہ رب العزت نے محبت فرمائی، اور محبت فرما کر آپ کی ذات کو معیارِ الفت اور مرکزِ عقیدت بنا دیا..... اور کمال اعزاز تو دیکھئے کہ اپنی محبت کو آپ کی اطاعت کے ساتھ مشروط کر دیا، اب جسے خدا کی محبت کی تلاش ہے اسے محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء سے محبت کرنی ہوگی، ان کی اطاعت و غلامی کا طوق زیبِ گلو کرنا ہوگا۔ ارشاد پروردگار ہے:-

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾

ترجمہ:- اے محبوب تم فرما دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو میرے فرماں بردار ہو جاؤ اللہ تم کو دوست رکھے گا۔

مشرکین مکہ کہا کرتے تھے کہ ہم تو اللہ کے پیارے ہیں، ان سب کو حکم دیا گیا کہ اگر تم واقعی خدا کی محبت رکھتے ہو تو میرے محبوب کی غلامی کرو، پھر یہ ہوگا کہ ابھی تو تم خدا کے چاہنے والے بنتے ہو، اور خدا کو اپنا محبوب بتاتے ہو، مگر پھر خدا تمہارا چاہنے والا ہوگا، اور تم اس کے محبوب، اس آیت نے ذہن دیا کہ غلامی مصطفیٰ سے مردود بھی محبوب خدا بن جاتا ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ ہر مومن ان کی اتباع کرے، ان کی نوازش سے اس لگائے رکھے، اور ان کے آستانہ کرم سے وابستہ رہے کیوں کہ رحمت پروردگار آپ کا دربارِ انوار ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:-

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا﴾

۱۔ سورۃ آل عمران ۳۱/۳

۲۔ سورۃ النساء: ۶۴/۴

ترجمہ:- اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں، تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں، پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرماویں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

اس آیت میں توبہ قبول ہونے کی تین شرطیں بیان ہوئیں۔

اولاً : حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری۔

ثانیاً : اپنے گناہ سے وہاں جا کر توبہ کرنا۔

ثالثاً : حضور ﷺ کا شفاعت فرمانا۔

اگر ان تینوں باتوں میں سے ایک بھی نہ پائی جائے تو قبول توبہ کی امید نہیں، اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ بارگاہ الہی کے وکیل مطلق یا مختار عام ہیں، کیوں کہ گناہ تو کیا رب کا مگر جاؤ کہاں محبوب ﷺ کی بارگاہ میں۔

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ:-

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بھر کی ہے معلوم ہوا جب خدا سے مانگنا ہو تو خدا کے دروازے یعنی بارگاہ مصطفیٰ میں آ کر مانگو، جو کچھ پروردگار عالم کی طرف سے ملے گا، اسی دروازے سے ملے گا۔

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ:-

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مقرر مقرر جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں نیز یہ کہ شفاعت کے لئے مدینہ پاک میں حاضری ضروری نہیں، اسی لئے فی المدینہ نہیں فرمایا گیا جہاں بھی ہو قلب سے اس بارگاہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ کیونکہ رسول ان کی جلوہ گاہ ناز ہے۔ حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ:-

دل میں روشن ہے شمع عشق حضور کاش جو شِ یس ہوا نہ کرے

محبوب کی بارگاہ میں یہ حکم حاضری قیامت تک کے مجرموں، گنہگاروں کے لئے ہے، کسی طرح کا مجرم ہو، کافر ہو، منافق ہو، کوئی ہو، اگر صدق دل سے مذکور نقوش کے مطابق توبہ کرے تو رحمت الہی ضرور دیکھائی کرے گی۔ معلوم ہوا اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا و خوشنودی، دین و دنیا کی سعادت و فیروز مندی کے لئے محبوب دو عالم ﷺ کی رضا کی تحصیل ناگزیر ہے..... بقول ذاکر محمد اقبال

شب پیش خدا بگمراستیم من مسلماناں چرا خوارند و زارند
جواب آمدنی دانی کہ این قوم دله دارند، محبوب ندارند

ایک رات میں نے دربار خداوندی میں رو کر عرض کی کہ اے میرے مولیٰ آج مسلمان ہر طرف کیوں ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ تو ہاتھ نیبی سے آواز آئی کہ تو نہیں جانتا کہ اس قوم کے پاس دل تو ہے لیکن دل میں عشقِ مصطفیٰ (ﷺ) نہیں ہے (1)

عبادت کی شان، ایمان کی آن آپ ﷺ کی محبت ہے، حضور جان نور کی محبت کی عطر بیزی سے کائنات کا دل و دماغ مسح ہے، انبیاء سے لے کر اولیاء تک عام انسانوں سے لے کر فرشتوں تک پورا بزم عالم آپ ﷺ کی نعت گوئی میں مصروف ہے، آپ کی مدح و ثناء میں رطب اللسان ہے، علامہ محمد انوار اللہ حیدر آبادی تحریر فرماتے ہیں۔

”حضرت آدم نے جب عدم سے آنکھ کھولی تو پہلے پہلے جس چیز پر نظر پڑی وہ آپ ہی کا نام نامی تھا، جو خالق بے ہمتا کے ساتھ ہر جگہ جلوہ گر تھا، شجر خلد کا ہر پتہ گواہی دے رہا ہے کہ ان کی تخلیق کا کہیں پتہ نہیں، ہر فرشتہ آپ کے ذکر میں رطب اللسان ہے، اور بربان حال ”معبود از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کے ساتھ نغمہ سرا ہے۔ ایک طرف انبیاء اولوا العزم نعت گوئی میں مصروف ہیں، تو دوسری طرف آرزو دہمتی ہونے کی کوئی کر رہا ہے اور کوئی ان کے تو سئل سے مرادیں مانگ رہا ہے“ (2)

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ آپ ہی باعثِ تخلیق آدم و بنی آدم اور حبیب و محبوب پروردگار

عالم ہیں، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:-

”رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ایک جگہ جمع تھے، اور آپ کا انتظار کر رہے تھے کہ آپ تشریف لے آئے، ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ بات کتنی حیرت انگیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تھا، دوسرے نے کہا یہ اس سے عجیب تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا، (ملخصاً) اسی دورانِ فخر و دو عالم ﷺ نزدیک آئے، آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہاری گفتگو سن لی ہے، اور تمہارا تعجب بجا ہے، کیوں کہ ابراہیم علیہ السلام واقعی اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے کلیم ہیں، لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں“ (3)

اس حدیث کے ماتحت لمعات و اشرح مشکوٰۃ میں ہے (عربی سے ترجمہ) یعنی لفظ حبیب، خلعت، تکلم، اصطفا، اور مناجات سب کا جامع ہے۔ مع ایک ایسی زائد چیز کے جو کسی دوسرے کو حاصل نہیں، اور وہ ہے اللہ کا محبوب ہونا، ایسی محبت ہے جو حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہے، نتیجہ نکلا حبیب وہ ہے جو خلیل بھی ہو، کلیم بھی ہو، نبی بھی ہو اور مصطفیٰ بھی، گویا جو جامع الصفات ہو اور:

”آنچه خواباں ہمہ دارند تو تنها داری“ ۲

کا مصداق ہو وہ حبیب ہے۔

۱۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ نے ”معکاة المصابیح“ کی دو شرح لکھیں ایک شرح فارسی زبان میں ”ابحۃ المصابیح“ کے نام سے جو کہ مکمل ہے متعدد بار چھپ چکی ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے اور دوسری عربی زبان میں ”لمعات التقیح“ کے نام سے جو کہ صرف آخر کتاب الجہانزنگ ایک عرصہ قبل لاہور سے چار جلدوں میں شائع ہوئی تھی۔

۲۔ یعنی، وہ ساری خوبیاں جو سب میں ہیں وہ سب کی سب تجھ اکیلے میں ہیں۔

علامہ صفوری علیہ الرحمہ نے نزہۃ المجالس میں لکھا ہے:-

”موسیٰ علیہ السلام نے رب سے پوچھا کہ مولیٰ میں تیرا کلیم ہوں، اور محمد ﷺ تیرے حبیب ہیں۔ یہ تو فرما کلیم اور حبیب میں فرق کیا ہے؟ خدا نے جواب دیا کہ کلیم وہ ہے جو اپنے مولیٰ کی رضا سے کام کرے اور حبیب وہ ہے جس کی رضا سے مولیٰ کام کرے، کلیم وہ ہے جو اللہ کو چاہے اور حبیب وہ ہے جسے اللہ چاہے“

(نزہۃ المجالس، ج 2، ص 73)

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں!

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ (4)
حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے خلیل و حبیب کے مقام امتیاز کی وضاحت بڑی مفصل فرمائی ہے، اخیر میں فرماتے ہیں..... ”امام ابو بکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے محبت اور غلت کے بارے میں متکلمین حضرات کا کلام نقل کرتے ہوئے کافی طویل بیانات نقل کئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ محبت کا مقام، غلت کے مقام سے افضل ہے۔ پس حبیب خلیل سے افضل ہوئے“ (5)

خلیل پر حبیب کی بہت ساری فوقیت و فضیلت میں سے ایک واضح فضیلت یہ ہے کہ حضرت خلیل علیہ السلام کے متعلق خدا تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿وَاتَّخِذِ اللَّهُ ابْنَاهُ خَلِيلًا﴾ خدا نے ابراہیم کو خلیل بنایا۔

اور ادھر اپنے حبیب ﷺ کے غلاموں کے لئے ارشاد ہوتا ہے کہ جو آپ کا غلام ہوگا۔

﴿يُحِبُّكُمْ اللَّهُ﴾ اللہ اس سے محبت کرے گا۔

تو معلوم ہوا کہ وہاں تو صرف ابراہیم علیہ السلام کو خلیل فرمایا تھا اور یہاں غلامانِ مصطفیٰ ﷺ

سے بھی محبت کا وعدہ فرمایا جا رہا ہے۔

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں:-

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے رو خدا وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے ان حقیقتوں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضور ﷺ ہی کی وہ ذات اقدس ہے جو شرعاً محبت کی حقیقی حقدار ہے جو کوہم نے قرآن و حدیث اور اقوال علماء سے ثابت کیا ہے۔ اسی طرح حضور علیہ السلام عادتاً، طبعاً بھی محبت کے لائق ہیں کیوں کہ ان کے احسانات سب پر فائق ہیں اور آپ کا حسن سلوک سب کو شامل ہے۔

حضرت قاضی عیاض فرماتے ہیں:-

”دنیا کا عام اصول یہ ہے کہ اگر کسی شخص پر کوئی ایک یا دو مرتبہ احسان کرتا ہے تو وہ اس کا بندہ بے دام ہو جاتا ہے۔ یا کسی کو کوئی ہلاکت یا نقصان سے محفوظ رکھتا ہے تو وہ اس کا ممنون احسان ہوتا ہے، حالانکہ یہ ہلاکت و نقصان عارضی ہوتے ہیں، لیکن وہ ذات کریم جس کے احسان دوامی ہیں، اسی طرح آپ نے جس ہلاکت سے ملت کو محفوظ فرمایا وہ عذاب دوزخ اور اس کی ہلاکت سے متعلق ہے جس کا طویل زمانہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ لہذا وہی ذات محبت والفت کے قابل ہے جو ان تمام مصائب و آلام سے نجات دلا کر ابدی سکون وطمینان دلانے اور وہ ذات محسن انسانیت سرکار دو عالم ﷺ کی ہے“ (6)

جس ذات کی محبت قرآن و حدیث کا مدعا اور عارفین، صالحین، کاملین کے اقوال و آراء کا خلاصہ ہے..... حضرت رضا بریلوی نے اپنی محبت کا مرکز اور عشق کا محور اسی فقرہ کائنات، محسن انسانیت، مرکز دائرہ معارف، محبوب رب العالمین، مدوہ انبیاء و مرسلین کی ذات عظیم الصفات کو قرار دیا۔ ان کا لکھنا پڑھنا، سونا جاگنا، جلوت و خلوت، مسرت و محبت سب اسی جان جاناں کے ذکر جمیل اور تصور عشق میں ہوتا تھا، بس وہ تھے اور جلوہ محبوب، خود فرماتے ہیں۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا (7)

آئیے اس محبوب کی سیرت زیبا کی زیارت اور مصحفِ رُخ کی تلاوت سے آنکھیں ٹھنڈی جگہ تازے اور جانیں سیراب کریں۔

صورت

محبت کے لئے صورت و سیرت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، اسی لئے بعض کے نزدیک محبت کا معیار حسن صورت ہے اور بعض کے نزدیک حسن سیرت، محبت کا چاہے کوئی سا بھی معیار ہو آپ ﷺ کا تو عالم یہ ہے کہ نہ آپ کے حسن صورت کا بزم کائنات میں کوئی جواب ہے اور نہ آپ کے حسن سیرت کی کوئی نظیر، آپ اپنی صورت و سیرت میں بے مثل و بے مثال ہیں۔ دنیا جہان میں ایسی کوئی چیز پیدا ہی نہیں کی گئی جسے حسن و خوبی کے نام سے تعبیر کیا جاسکتا ہو اور وہ آپ میں موجود نہ ہو، بلکہ ہر حسن و خوبی آپ کے قدم ناز کا بوسہ لے کر اور خاک پاچوم کر ہی حسن و خوبی کے لفظ سے یاد کئے جانے کے لائق بنی ہے۔ آپ کی نسبت سے ذرہ رشک آفتاب اور قطرہ غیرت ماہتاب بنتا ہے۔ یہاں تک کہ آپ کے تصور میں جو تصویر بنی وہ بھی نبوت سے نوازدی گئی۔ رسالت سے سرفراز کر دی گئی۔

محسن کا کوری فرماتے ہیں:-

بہت پر زور تھا خامہ اگر چہ دست قدرت کا نہ تھا آسان لیکن کھینچنا محبوب کا نقشہ مٹا ڈالیں بنا کر صورتیں آدم سے تا عیسیٰ تب آیا راست نقشہ کلک قدرت سے تیرے قدم کا یعنی آپ کی تصویر سے پہلے (کم و بیش) ایک لاکھ تیس ہزار نو سو نواوے تصویریں بنائی اور مٹائی گئیں۔ اتنے مشق و ریاض اور چاہت کے بعد جو تصویر بنی وہ تصویر ہے آمنہ کے راج ڈلارے، عبداللہ کی آنکھوں کے تارے، بے چین روحوں اور ٹوٹے دلوں کے سہارے جن کی وجہ سے خدا نے یہ عالم سنوارے بکھارے، حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی اور پھر کمال محبت دیکھئے کہ قلم قدرت نے جن تصاویر کے خاکے ترتیب دے کر چھوڑ دیئے، انہیں بھی خلعت پیغمبری اور تاج نبوت سے مشرف فرمادیا کیوں کہ وہ تصویریں محبوب کی تصویر کے تصور سے منصفہ شہود پر آئی تھیں۔

صفحہ دہر پر صورت گرہستی نے امیر ان کی تصویر وہ کھینچی کہ قلم ٹوٹ گئے چہرہ مصطفیٰ ﷺ حسن و جمال، خوبی اور کمال کا مظہر ہے آپ حسن کامل ہیں اور حسن یوسف علیہ السلام، حسن محمدی ﷺ کی ایک تابش تھی، اور دنیا بھر کے حسین و جمیل حسن محمدی ﷺ کی ایک جھلک ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو وہ حسن و جمال عطا فرمایا جس کی تعریف و توصیف سے زبان عاجز ہے..... پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری حسن محمدی ﷺ کو یوں اپنے قلم کا خراج پیش کر رہے ہیں۔

”ایسا حسین و جمیل چہرہ کہ بس دیکھا کیجئے..... دیکھنے والوں نے ایسا حسین نہ دیکھا..... سننے والوں نے ایسا حسین نہ سنا..... ایسا حسین، جس کے حسن و جمال پر دیکھنے والوں نے ایمان نچھاور کر دیئے..... دل فدا کر دیئے..... جانیں قربان کر دیں..... اللہ، اللہ کشش کا عالم..... سارے عالم کے دل کھینچنے لگے..... پیاری پیاری ادائیں سبحان اللہ، ماشاء اللہ..... جانے کو دل نہیں چاہتا..... ہیبت و جلال کا یہ عالم کہ شاہوں کے قدم لڑکھڑاہے ہیں

ظاہر میں غریب الغریاء پھر بھی یہ عالم شاہوں سے سوا سطوت سلطانِ مدینہ (8) حسن بے مثال کا یہ عالم تھا کہ زبان کو عالم حیرت میں یہ کہنا پڑا:-

لَمْ أَرْ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ مَا

ایسا حسین و جمیل تو نہ ان سے قبل دیکھا گیا اور نہ ان کے بعد۔

۱۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے "جامع الترمذی" کے مناقب، باب وصف علی للنبی ﷺ (برقم: ۳۶۳۷) میں اور امام احمد نے "المسند" (۹۶/۱) میں روایت کیا ہے اور ولی الدین تمیزی نے "مشکاة المصابیح" کے کتاب أحوال القيامة..... الخ، باب اسماء النبی ﷺ و صفاته، الفصل الثانی (برقم: ۱۶-۵۷۹۱) میں نقل کیا ہے۔

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں:-

ترا قد تو نادر دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ جن میں سرو پچاں نہیں (9)

حضرت ابو نعیم فرماتے ہیں کہ:-

حضرت یوسف علیہ السلام تمام انبیاء مرسلین، بلکہ تمام مخلوق سے زیادہ حُسن و جمال دیئے گئے تھے، مگر ہمارے نبی، اللہ کے حبیب ﷺ کو وہ حُسن و جمال عطا ہوا کہ جو کسی اور مخلوق کو عطا نہیں ہوا، حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن و جمال کا ایک جُز ملا تھا، اور آپ ﷺ کو حُسن کل دیا گیا، اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ﴿وَ الضُّحٰی وَ اللَّیْلُ اِذَا سَجٰی﴾ ۱۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں بعض مفسرین فرماتے ہیں، ﴿وَ الضُّحٰی﴾ اشارہ ہے نور جمال مصطفیٰ ﷺ کی طرف، اور ﴿وَ اللَّیْلُ﴾ کنایہ ہے گیسوئے عنبرین سے۔ (خزان العرفان) ۲

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں:-

ہے کلام الہی میں منس و ضعی تیرے چہرہ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم (10)

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ:-

حضور سرور عالم ﷺ کے وجود مبارک میں وحی الہی معجزات اور دیگر دلائل نبوت کا اثر
ظہور بھی نہ ہوتا تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک بھی دلیل نبوت کو کافی تھا۔ ۳

۱۔ سورۃ الضحیٰ: ۱-۲

۲۔ یہ قرآن کریم کی بہترین تفسیر ہے جو صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ کی لکھی ہوئی ہے۔

۳۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے "الدلائل النبویۃ" (۱۹۹/۱) میں اور ابن کثیر نے "البدایہ و النہایہ"

(۱۷/۶) میں اور قسطلانی نے "المواہب اللدنیہ" (المجلد ۲)، المقصد الثالث فیما فضله اللہ بہ،

الفصل الأول فی کمال خلقته و جمال صورته ﷺ، ص ۹، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت،

الطبعة الأولى، ۱۴۱۶ھ، ۱۹۹۶ء) میں ذکر کیا ہے۔

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:-

حضور ﷺ صورت و سیرت میں لوگوں سے زیادہ حسین و جمیل تھے۔ ۱

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:-

"رسول اللہ تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت اور خوش رنگ تھے، جس کسی نے بھی آپ کی توصیف کی اس نے آپ کو چودھویں کے چاند سے تشبیہ دی، پسینہ کی بوند آپ کے چہرہ پر یوں معلوم ہوتی تھی جیسے موتی۔"

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں:-

چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام
(قصیدہ سلامیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:-

"میں نے حضور ﷺ سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا، یوں معلوم ہوتا کہ آفتاب

آپ کے چہرے میں چل رہا ہے۔" ۲

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:-

میں چرخہ کات رہی تھی۔ اور حضور ﷺ میرے سامنے بیٹھے ہوئے اپنے جوتے کو پیوند
لگا رہے تھے، آپ کی پیشانی مبارک پر پسینے کے قطرے تھے جن سے نور کی شعائیں

۱۔ اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی "صحیح" کے کتاب المناقب، باب صفۃ شعرہ ﷺ، میں روایت کیا ہے اور قسطلانی نے "المواہب اللدنیہ" کے المقصد الثالث، الفصل الأول فی کمال خلقته الخ میں ذکر کیا ہے۔

۲۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے "جامع الترمذی" کے کتاب المناقب، باب فی صفۃ النبی ﷺ (برقم:

۳۶۴۸) میں اور "الشمائل المحمدیہ" کے باب ما جاء فی مشیۃ رسول اللہ ﷺ میں اور امام احمد نے

"المسند" (۳۰۰/۲) میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے "مشکاة المصابیح" کے کتاب أحوال

القیامۃ الخ، باب اسماء النبی ﷺ و صفاته، الفصل الثانی (برقم: ۵۷۹۵) میں اور قسطلانی نے

المواہب اللدنیہ" کے المقصد الثالث، الفصل الأول میں ذکر کیا ہے۔

نکل رہی تھیں، اس حسین منظر نے مجھ کو چرخہ کا تنے سے روک دیا بس میں آپ کو دیکھ رہی تھی، کہ آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا آپ کی پیشانی مبارک پر پسینے کے قطرے ہیں جو نور کے ستارے معلوم ہوتے ہیں، اگر ابو بکر ہڈی (عرب کا مشہور شاعر) آپ کو اس حالت میں دیکھ لیتا تو یقین کر لیتا کہ اس شعر کا مصداق

وَإِذَا نَظَرْتُ إِلَى أُسْرَةٍ وَجْهٍ
بَرَقَتْ بُرُوقِ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ
آپ ہی ہیں کہ جب میں اس کے روئے مبارک کو دیکھتا ہوں تو اس کے رخساروں کی چمک مثل ہلال نظر آتی ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:-

چاندنی رات تھی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حله حراء اوڑھے ہوئے لیٹے تھے۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو۔

فَإِذَا هُوَ أَحْسَنُ عِنْدِي مِنَ الْقَمَرِ ۲

بالآخر میرا فیصلہ یہی تھی کہ حضور چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں۔

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں:-

یہ جو ہر دم پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا
(قصیدہ نوریہ)

۱ اس حدیث کو امام جلال الدین سیوطی نے خطیب، ابن عساکر اور ابونعیم کے حوالے سے "الخصائص الکبریٰ" کے باب الآیۃ فی عرفۃ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم (۱۱۵/۱) میں نقل کیا ہے۔

۲ اس حدیث کو امام ترمذی نے "جامع الترمذی" کے کتاب الأدب، باب ما جاء فی الرخصة فی لبس الحرمة للرجال (برقم: ۲۸۱۱) میں اور دارقطنی نے اپنی "سنن" کے مقدمہ (باب فی حسن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، برقم: ۵۷) میں روایت کیا ہے اور ولی الدین ترمیزی نے "مشکاۃ المصابیح" کے کتاب أحوال القيامة الخ باب أسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صفاته، الفصل الثانی (برقم: ۵۷۹۴-۱۹) میں اور قسطلانی نے "المواهب اللدنیۃ" کے المقصد الثالث، (الفصل الثالث، النوع الثانی فی لباسه و فراشه، ص ۱۵۹) میں ذکر کیا ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:-

میں اندر بیٹھی کچھ سی رہی تھی۔ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی، ہر چند تلاش کی مگر اندھیرے کے سبب نہ ملی، پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، تو آپ کے رخ انور کی روشنی سے سارا کمرہ روشن ہو گیا۔ اور سوئی جھکنے لگی، تو مجھے اس کا پتہ چل گیا۔

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ:-

آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں، جانیں سیراب

سچے سورج وہ دلآرا ہے اَجالا تیرا (11)

حقیقت یہ ہے کہ آپ کا پورا حسن و جمال لوگوں پر ظاہر نہیں کیا گیا، ورنہ کسی میں طاقت نہیں تھی کہ حسن محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاب لاسکتا ہے، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:-

"کہ میرے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر زنان مصر نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے اور بعض لوگ ان کو دیکھ کر مر جاتے تھے مگر آپ کو دیکھ کر کسی کی ایسی حالت نہیں ہوئی۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا جمال لوگوں کی آنکھوں سے اللہ نے غیرت کی وجہ سے چھپا رکھا ہے۔ اور اگر آشکارا ہو جائے تو لوگوں کا حال اس سے بھی زیادہ ہو جو یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا تھا۔

(دُر الثمین فی مبشرات النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۷)

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں:-

حسن یوسف پہ کشیں مصر میں انگشت زناں
سرکھاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب (12)

۱ اس حدیث کو امام جلال الدین سیوطی نے ابن عساکر کے حوالے سے "الخصائص الکبریٰ" کے باب الدیۃ فی وجهه الشریف (۱۰۶/۱) میں نقل کیا ہے۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

”حضور ﷺ کا پورا احسن و جمال ہم پر ظاہر نہیں کیا گیا اگر آپ کا پورا احسن و جمال

ظاہر کیا جاتا تو ہماری آنکھیں آپ کے دیدار کی طاقت نہ رکھتیں۔ ما

بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی فرماتے ہیں:-

رہا جمال پہ تیرے حجابِ بشریت نہ جانا کون ہے کچھ کسی نے جستار (13)

حضرت رضا بریلوی نے حضور محبوبِ خدا، محبوبِ دو جہاں، قرارِ جسم و جاں علیہ التحیۃ و الثناء کے حسن بے مثال و جمال باکمال کی جو تصویر کشی کی ہے، نظم میں جو گلشن سجائے ہیں۔ اس کی تازگی و رعنائی سے اردو ادب کا دامن ہی مالا مال نہیں ہوا ہے فکر و بصیرت کے جن میں بھی بہاروں کی بارات اُتری ہے۔ فکرِ رضا جب گلشنِ جمال کی سیر کو تیز گام ہوا ہے تو 58 اشعار پر جا کر سیری ہوئی ہے جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو ”قصیدہ نور“ جیسا طویل۔ مَرُصَّع قصیدہ دعوتِ نظارہ دے رہا تھا تبرکاً چند اشعار پیش ہیں:-

باغِ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا	مست بو ہیں بلبلین پڑھتی ہیں کلمہ نور کا
تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا	رُخ ہے قبلہ نور کا اُبرو ہے کعبہ نور کا
آبِ زر بنتا ہے عارض پر پسینہ نور کا	مصحفِ اعجاز پر چڑھتا ہے سونا نور کا
شمعِ دل، مشکوٰۃ تن، سینہ رُخا جہ نور کا	تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا
وصفِ رُخ میں گاتی ہیں حوریں ترانہ نور کا	قدرتی بیبوں میں کیا بچتا ہے لہرا نور کا
دیکھنے والوں نے کچھ دیکھا نہ بھالا نور کا	منِ رآنی اکیسا یہ آئینہ دکھایا نور کا
کس کے پردے نے کیا آئینہ اندھا نور کا	مانگتا پھرتا ہے آنکھیں، ہر گلیہ نور کا
سرگیں آنکھیں حریم حق کے وہ مشکیں غزال	ہے فضائے لامکان تک جس کا رمنا نور کا
ک، گیسو، دُہن، دُہن، دُہن، دُہن، دُہن، دُہن	کھینچ ان کا ہے چہرہ نور کا
اے رضا یہ احمد نوری کا فیض نور ہے	ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا (14)

ما المواہب اللدنیۃ، المجلد (۲)، المقصد الثالث فیما فضله اللہ تعالیٰ بہ، ص ۵، دار الکتب العلمیۃ

سیرت

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب دونوں عالم کے طیب علیہ التحیۃ والتسلیم کو احسن سیرت کے بھی خوشنما جلوؤں سے خوب خوب نوازا تھا، حد تو یہ ہے کہ آپ کی سیرت کو سیرت کی تعمیر و تکمیل کے لئے نمونہ بنا کر پیش فرمایا اور دعوتِ عام دیدی جو چاہے اس نمونہ کو اپنا کر رضائے مولیٰ کو اپنالے، ان کی سیرت کی اتباع و پیروی ہی میں دونوں جہان کی سرخروئی و فیروز مندی جو پھیلے تو قرآن بن کر انفس و آفاق پر چھا جائے اور سمنے تو نبوت بن کر روح کی تسخیر کرتا ہو ادلوں میں سا جائے۔

سرکار کی سیرت میں کتنی بڑی حکمت ہے پھیلے تو وہ قرآن ہے سمنے تو نبوت ہے اصحاب سیر نے آپ کی سیرت کے ہر پہلو پر بحث کی ہے اور ہر گوشے کو محفوظ کر دیا ہے، سعادت اندوزی کے لئے ایسے ایسے گلستان سجائے ہیں کہ ایمانی کلیاں کھلکھلا اٹھتی ہیں۔ ہم ان ہی گلہائے رنگارنگ سے چند حسین پھول پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

لباس:- سرکارِ دو عالم ﷺ سیاہ عمامہ زیب سر اقدس فرماتے تھے جس میں شملہ بھی ہوتا تھا۔ روی جبہ زین تن فرمایا اور سیاہ بالوں والی کپلی بھی استعمال فرمائی، سفید لباس بہت پسند تھا، سرخ و سیاہ اور سبز لباس بھی استعمال فرمایا کرتے تھے، تہبند بھی بہت پسند تھا جو نصف پنڈلی تک رہتا۔ ایک صحابی کو ملاحظہ فرمایا۔ کہ نیچا تہبند باندھے جا رہے ہیں۔ ایسا کرنے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا:-

أَمَّا لَكَ فِیْ أَسْوَدَ مَا..... کیا میرے طرزِ عمل میں تیرے لئے نمونہ نہیں ہے۔

بے شک عاشق کو حکم کی ضرورت نہیں، نشانِ قدم کی ضرورت ہے، وہ اسی پر مرمٹا ہے موشگافیاں اہل عقل کو مبارک ہوں، اسی موقع پر سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا:-

فَلَا حَقَّ لِلْإِزَارِ فِی الْكُعْبَيْنِ ۲..... تہبند کا ٹخنوں پر کوئی حق نہیں۔

ما یہ دونوں حدیثیں امام ترمذی نے ”الشمائل المحمدیۃ“ کے باب ما جاء فی صفة ازار رسول اللہ ﷺ میں روایت کی ہیں۔

اللہ اللہ دنیا میں حقوق کی ایسی پاسداری کس نے کی ہوگی، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بات سب سے سنی ہوگی، لیکن حقوق الاعضاء کی بات نہ سنی ہوگی۔ کیا خوب ارشاد ہے کہ جس کا جو حق ہے وہی اس کو ملنا چاہئے، کسی کو حق سے زیادہ دے کر دوسروں کی حق تلفی نہ کرو۔ ہماری بربادی کی اصل وجہ یہی حق تلفیاں ہیں۔

پاپوش: شاہ جہش نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں سیاہ چڑے کے موزوں کی ایک جوڑی بھیجی تھی آپ نے وہ بھی استعمال فرمائی۔ دو تھے والے پاپوش مبارک بھی استعمال فرمائے۔ یہ پھٹ جاتے تو خود ہی مرمت فرمالیتے، سبحان اللہ.....! آقا کا یہ حال اور غلاموں کا یہ حال کہ بیسیوں، بلکہ سینکڑوں روپے جوتوں پر صرف کئے جارہے ہیں۔ اور یہ ہمت عوام تو عوام علماء کو بھی نہیں کہ پھٹی ہوئی جوتی کی خود ہی مرمت کر لیں۔

طعام مبارک: حضور ﷺ کی خوراک بہت ہی سادہ تھی پیٹ بھر کر کھجور بھی تناول نہ فرمائی۔ پورے پورے مہینے چولہے میں آگ نہ جلتی تھی اور ابتداء اسلام میں تو ایسا کٹھن وقت بھی آیا کہ ایک ایک مہینے درخت کے پتوں کے سوا کچھ میسر نہ تھا۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ کے لئے اپنے بغل میں کچھ چھپالاتے اور بس..... یہ حکایت خوشچاکاں خود سرکارِ دو عالم ﷺ کی زبان مبارک سے سنئے۔

لَقَدْ أَخْفَفْتُ فِي اللَّهِ وَمَا يُخَافُ أَحَدٌ وَلَقَدْ أُؤْذِنْتُ فِي اللَّهِ وَمَا يُؤْذَى
أَحَدٌ وَلَقَدْ أَتَيْتُ عَلَى قُلُوبٍ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ وَمَالِي وَ لَيْلَالِي طَعَامٌ

۱۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے "جامع الترمذی" کے کتاب الأدب، باب ما جاء في الخف الأسود (برقم: ۲۸۲۰) میں اور ابن ماجہ نے اپنی "سنن" کے أبواب الطهارة، باب ما جاء في المسح على الخفين (برقم: ۵۴۹) میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے "مشكاة المصابيح" کے کتاب اللباس، باب النعال، الفصل الثاني (برقم: ۱۲-۴۴۱۸) میں ذکر کیا ہے۔

يَا مُكَلَّمُ ذُو كَنْبٍ إِلَّا شَيْءٌ يُؤَارِنُهُ إِبْطُ بِلَالٍ ۝

ترجمہ:- ہاں اللہ کے راستے میں جتنا میں ڈرایا گیا ہوں جتنی مجھے تکلیف دی گئی ہے، کسی کو نہیں دی گئی اور ہاں (میری زندگی) تیس دن رات ایسے بھی گزر گئے ہیں کہ کھانے کے لئے وہ بھی نہ تھا جو جانور کھا سکیں، بس بلال تھوڑا بہت بغل میں چھپالاتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ صبح و شام کے کھانے میں کبھی روٹی اور گوشت جمع نہیں..... وصال مبارک تک گھر میں دو دن مسلسل ایسے نہ گزرے جس میں پیٹ بھر کر جو کی روٹی بھی تناول فرمائی، اتنی بھی نہ ہوتی کہ کھانے کے بعد بچ رہے..... اور جو کا آنا بھی چھنا ہوا نہ ہوتا جو غریب سے غریب انسان بھی نہ کھا سکے، نہ کبھی چپاتی نوش فرمائی اور نہ میز پر کھایا ہمیشہ زمین پر اور دسترخوان پر تناول فرمایا، رات کا کھانا نوش نہ فرماتے۔ بس ایک وقت کھانا تناول فرماتے، سرکارِ دو عالم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک روز جناب مسروق ﷺ کو کھانا کھلایا، اس دن دسترخوان پر روٹی، سالن تھاسر کا ریاد آگئے۔ رونے لگیں، روتی جاتیں اور فرماتی جاتیں، میں نے پیٹ بھر کر کبھی نہ کھایا، میرے سرکار نے بھی کبھی روٹی اور گوشت سیر ہو کر نہ کھایا، رونے کو جی چاہتا تو خوب روتی ہوں، اللہ اکبر:-

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا اس شکم کی قناعت پہ لا کھوں سلام
(رضا بریلوی)

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا گیا کہ وہ کھانا تیار کریں جو سرکارِ دو عالم ﷺ

۱۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے "جامع الترمذی" کے کتاب صفة القيامة والرفائق والودع، باب (۳۴)، (برقم: ۲۴۷۲) میں روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اپنی "سنن" کے مقدمہ کے بیان فضل ابی سلمان و ابی ذر الخ (برقم: ۱۵۱) میں کچھ الفاظ کے اختلاف سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے "المشكاة المصابيح" میں نقل کیا ہے۔

تناول فرماتے تھے، فرمایا وہ کھانا کوئی نہ کھا سکے گا، اصرار کیا گیا تو آپ نے جو کاندھا ہوا آٹا پتیل میں ڈالا، اوپر سے تھوڑا سا روغن ڈالا، اور اس پر سیاہ مرچ اور زیرہ کوٹ کر چھڑک دیا..... لیجئے سرکار کا کھانا تیار ہو گیا، اللہ اللہ.....! سرکار دو عالم ﷺ کی یہ قناعت اور ہمارا یہ حال! وہ کھانے جو سرکار نے کبھی کبھار دعوت میں تناول فرمائے وہ ہم روزانہ گھر پر کھاتے ہیں..... کدو بہت ہی مرغوب تھا دعوت میں پیش کیا جاتا تو قتلے نکال نکال کر نوش فرماتے۔ لیکن آج عوام و خواص کی عیش پسندی ولذت اندوزی کا یہ عالم ہے کہ بوٹیاں نکال نکال کر تناول کرتے ہیں:-

ہیں تقوت راہ از کجا ست تا کجا؟

ایک بار بیچ بنت معوذ (رضی اللہ عنہا) تازہ کھجوریں اور کڑیاں لے کر حاضر خدمت ہوئیں آپ نے خوش ہو کر قریب ہی رکھے ہوئے سونے کے زیورات مٹھی بھر کر عنایت فرمادیئے۔ یہ زیورات اس وقت بحرین سے تحفہ آئے تھے، اللہ اللہ

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا موج بحر ساحت پہ لاکھوں سلام (رضا بریلوی)

پانی پینا: سرکار دو عالم ﷺ کو ٹھنڈا اور میٹھا شربت پسند تھا، دودھ بھی مرغوب تھا اور شہد بھی..... دودھ کے لئے کیا خوب ارشاد فرمایا کہ اس کے سوا کوئی چیز ایسی نہیں جو بیک وقت پانی اور غذا دونوں کے قائم مقام ہو..... سرکار مشروبات کو بیٹھ کر نوش فرماتے۔ وضو کا بچا ہوا پانی، اور آب زمزم کو ہمیشہ کھڑے ہو کر نوش فرمایا..... تین سانس میں نوش فرماتے کہ اس میں بے شمار طبی فوائد ہیں۔

تقسیم اوقات: سرکار دو عالم ﷺ نے اوقات یومیہ کو تین حصوں میں تقسیم کر لیا تھا، ایک حصہ اللہ کے لئے، دوسرا اہل خانہ کے لئے، تیسرا اپنے لئے۔ جو اپنے لئے مخصوص کیا تھا پھر اس کو دو حصوں

۱۔ یعنی، دیکھ تفاوت راہ کہاں سے ہے.....؟ کہاں تک ہے.....؟

میں تقسیم کر لیا، ایک اپنے لئے اور دوسرا مخلوق خدا کے لئے اللہ اکبر.....! امت مرحومہ سے یہ محبت کہ وقت بھی دیا تو اپنے ہی حصے میں سے دیا، عوام و خواص سے جب ملاقات فرماتے تو خواص کو ترجیح دیتے، وہ خواص جن کا ذکر قرآن میں ہے۔ ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُمْ﴾، اللہ کے نزدیک وہ چنیدہ ہے جو معاشرے میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہو..... مگر مادہ پرستی کے اس دور میں اس کی عزت کی جاتی ہے اور اسی کا خیال رکھا جاتا ہے جس کے پاس مال و دولت ہو، جو جاہ و حشمت کا مالک ہو، جس کو کثرت کی حمایت حاصل ہو، مگر حضور انور ﷺ نے ایک ہی معیار رکھا اور وہ سچائی اور نیکی کا معیار تھا۔

اکل و شرب: عادت شریفہ تھی کہ کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد، ہاتھ دھوتے، کھانے سے قبل ہاتھ دھو کر نہ پونچھتے، اس سنت کی حکمت ایک دیدہ ورنے سمجھائی فرمایا کہ ایک سر جن ہاتھ دھو کر سیدھے آپریشن تھیٹر میں تشریف لے گئے جب ان سے پوچھا کہ ہاتھ دھو کر کیوں نہ پونچھے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہر چیز پر جراثیم موجود ہیں۔ تو لئے پر بھی جراثیم ہوتے ہیں۔ اگر پونچھ لیتا تو عین ممکن تھا کہ جراثیم منتقل ہو کر میرے ہاتھ پر آتے اور پھر مریض کے زخم میں منتقل ہو جاتے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ فائدے میں وہی رہے جنہوں نے آنکھیں بند کر کے سنت پر عمل کیا۔ جنہوں نے آنکھیں کھولیں اور عقل کو کام پر لگایا نقصان میں رہے۔ جو بات آنکھ والوں اور عقل والوں کو چودہ سو برس بعد سمجھ میں آئی وہی بات دل والوں کو اسی وقت سمجھ میں آئی۔ علامہ اقبال نے کیسی دل لگتی بات کہہ دی کہ:-

حضور ﷺ نے ”انسانی مساعی کو بہت ہی مختصر کر دیا“، یعنی جو بات صدیوں میں سمجھ میں آ سکتی تھی، منٹوں، سیکنڈوں میں سمجھا دی۔

اسی لئے تو ایک بزرگ کہتے تھے کہ شرعی معاملات میں عقل کو کام میں نہ لاؤ۔ اس کا مقصد یہ نہ تھا کہ شریعت کی بات عقل کے مطابق نہیں بلکہ مقصد یہ تھا کہ عقل کے سمجھنے میں وقت اور دولت دونوں کا ضیاع ہے۔ اور اس مختصر زندگی میں یہ ضیاع نہایت نامعقول بات ہے۔

کھانے کے آداب میں سرکارِ دو عالم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ:-

فَسَمِ اللّٰهَ تَعَالٰی وَ كُلْ بِمِیْنِکَ وَ مِمَّا یَلِیْکَ

ترجمہ:- بسم اللہ پڑھو اور جو کچھ سامنے رکھا ہوا ہو اس کو داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔

تہذیبِ جدید میں اس سنت کا کیسے مذاق اڑایا جا رہا ہے؟ اغیار نہیں ہم خود مجرم ہیں۔ کیسی بسم اللہ، کس کی بسم اللہ..... بیٹھے بیٹھے کھڑے ہو گئے۔ اور اس پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ اور کھڑے ہو کر چلتے پھرتے کھاتے پیتے ہیں، کس کا داہنا ہاتھ اور کیسا داہنا ہاتھ؟ اپنے آگے سے، سب کے آگے سے، اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، آج تجدیدِ عہد کی ضرورت ہے کہ ہم ہر اس رسم کو خاک میں ملا دیں، جس نے سرکار کی سنت کو خاک میں ملا دیا ہے۔

خوشبو: سرکارِ دو عالم ﷺ کو خوشبو بہت مرغوب تھی، گویا سراپا مہک تھے، خوشبو کا ہدیہ کبھی واپس نہ فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ، خوشبو، دودھ، اور تکیہ کا ہدیہ کبھی واپس نہ کرو..... خوشبو کے بارے میں بڑی لطیف بات فرمائی کہ خوشبو دو قسم کی ہے۔

طِیْبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِیْحُهُ وَ خَفِیَ لَوْنُهُ وَ طِیْبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَ خَفِیَ رِیْحُهُ ۲

مردانی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر نہ ہو تو خوشبو ظاہر ہو اور زنانی خوشبو وہ ہے جس

۱۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی "صحیح" کے کتاب الأطعمۃ، باب التسمیۃ علی الطعام و الأکل بالیمین (برقم: ۵۳۷۶) میں، سلم نے اپنی "صحیح" کے کتاب الأشریۃ، باب آداب الطعام و الشراب و أحكامہما (برقم: ۲۰۲۲/۱۰۸) میں، ابوداؤد نے اپنی "سنن" کے کتاب الأطعمۃ، باب الأکل بالیمین (برقم: ۳۷۷۷) میں، ترمذی نے "جامع الترمذی" کے أبواب الأطعمۃ، باب التسمیۃ عند الطعام (برقم: ۳۲۶۷) میں اور دارقطنی نے اپنی "سنن" (برقم: ۲۰۱۹) میں، مالک نے "الموطا" کے کتاب صفۃ النبی ﷺ میں روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

۲۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے "جامع الترمذی" کے کتاب الأدب، باب ما جاء فی طیب الرجال و النساء (برقم: ۲۷۸۷) میں، ابوداؤد نے اپنی "سنن" کے کتاب النکاح، باب ما یکرہ من ذکر الرجل ما یکون من أصابته أہله (برقم: ۲۱۷۴) اور نسائی نے "کتاب الزینۃ" باب الفضل بین طیب الرجال و طیب النساء (برقم: ۵۱۲۰-۵۱۲۱)، احمد نے "المسند" (۵۴۱، ۵۴۰، ۵۴۱)، ابوالدین تمیزی نے "مشکوۃ المصابیح" کے کتاب اللباس، باب الترحل، الفصل الثانی، (برقم: ۲۰-۴۴۴۳) میں ذکر کیا ہے۔

کارنگ ظاہر ہو خوشبو ظاہر نہ ہو۔

تقسیم: سرکارِ دو عالم ﷺ مسکراتے رہتے اور دل کی کلیاں کھلاتے رہتے تھے

جس تقسیم نے گلستاں پر گرائی بجلی پھر دکھا دے وہ ادائے گل خنداں ہم کو

(رضاء بریلوی)

یہ تقسیم پنہاں شاہ، وزیر، علماء مشائخ، حاکم اور افسر سب کے لئے ایک درسِ عظیم ہے، یہ سمجھنا کہ عظمت کا راز منہ بسورنے میں مخفی ہے خام خیالی ہے..... عظیم وہی ہے جس کی ٹھوکر پر دولت دنیا ہو پھر بھی وہ مغرور نہ ہو مسکراتا رہے۔

نعت: سرکارِ دو عالم ﷺ کو اشعارِ مرغوب نہ تھا۔ عبد اللہ بن رواحہ، لبید بن ربیعہ، اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم وغیرہ کے اشعار سماعت فرماتے۔ جن بزرگوں کے ہاں نعت گوئی یا بلا مزامیر قوالی کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔ وہ اسی سنت شریفہ پر عمل کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نعتیہ اشعار سننے سے طبیعت میں نرمی اور توازن پیدا ہوتا ہے۔

اخلاق حسنہ: سرکارِ دو عالم ﷺ کے اخلاقِ کریمہ بہت عالی تھے خود خالق کائنات فرما رہا ہے۔ ﴿وَ اِنَّ لَکَ لَا جَرَ اَعِیْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلِقِیْ عَظِیْمٌ ۝﴾ آپ کے اخلاق حسنہ سے متعلق بہت سی آیات ہیں۔ آپ نرم طبیعت تھے۔ نہ کسی کی مذمت فرماتے۔ اور نہ کسی کا عیب بیان فرماتے۔ اجنبی مسافر کی بدتمیزیوں کو برداشت فرماتے، کوئی بھی کچھ مانگتا فوراً عطا فرمادیجے۔

ایک مرتبہ ایک صحابی نے چادر طلب کی، عنایت فرمادی، دوسرے صحابہ نے ان سے کہا یہ کیا کیا "فرمایا اوڑھنے کے لئے نہیں لی اور یہ تو کفن کے لئے لی ہے۔ چنانچہ ان صحابی کو اسی

چادر میں کفنایا گیا..... اللہ اللہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو حضور ﷺ سے کیسا عشق تھا.....!
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:-

میں دس برس سرکاری خدمت میں رہا۔ لیکن کبھی ”ہوں“ تک نہ فرمایا اور نہ کسی بات پر باز پرس کی۔ نہ کسی خادم کو مارا اور نہ ازواج کو..... خلق سراپا تھے۔

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تری خلق کو حق نے جمیل کہا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

(رضاء بریلوی)

عبادت: سرکارِ دو عالم ﷺ کی عبادت و ریاضت کا حال نہ پوچھے نفل پڑھتے پڑھتے پاؤں
دورما جاتے، عرض کیا جاتا تو ارشاد فرماتے کہ:-

أَفَلَا أُخْذُونَ عَبْدًا شَكُورًا

اللہ اللہ کیا نیاز مندی ہے۔ اول رات پر آرام فرماتے، پھر بیدار ہو جاتے اور نوافل پڑھتے رہتے، نماز فجر سے قبل تھوڑی دیر آرام فرماتے، پھر بیدار ہو جاتے، اور نماز ادا کرتے، اس کے بعد اشراق، وچاشت کے نوافل پڑھتے، نوافل اتنی دیر میں ادا فرماتے کہ جو صحابی شریک ہوتا تھا۔ تھک تھک جاتا، نوافل میں کبھی ایک رکعت میں سورہ بقرہ کی قرأت فرماتے اور دوسری میں آل عمران، پھر ترتیل کے ساتھ قرأت فرماتے، رکوع و سجود میں اتنی ہی تاخیر فرماتے جتنی قیام

۱۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی ”صحیح“ کے کتاب الادب، باب لم یکن النبی ﷺ فاحشاً ولا متفاحشاً (برقم: ۶۰۳۸) میں مسلم نے اپنی ”صحیح“ کے کتاب الفضائل، باب حسن خلقه ﷺ (برقم: ۲۳۰۹-۵۱) میں، ابوداؤد نے اپنی ”سنن“ کے کتاب الادب، باب فی السلم..... الخ (برقم: ۴۷۷۴) میں اور ترمذی نے ”جامع الترمذی“ کے البر والصلۃ، باب ما جاء فی خلق النبی ﷺ (برقم: ۲۰۱۵) میں روایت کیا ہے۔

۲۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی ”صحیح“ کے کتاب التفسیر، سورۃ الفتح، باب قولہ: ﴿يُغْفِرُ لَكَ اللَّهُ.....﴾ (برقم: ۴۸۳۶) میں روایت کیا ہے۔

میں..... غور تو کیجئے یہ دو نفل کتنے کھٹے میں پورے ہوتے ہوں گے۔ روزے رکھتے تو مسلسل روزے رکھے چلے جاتے، سمجھنے والے یہ سمجھتے کہ شاید اب افطار نہ فرمائیں گے۔ کس میں ہمت ہے جو ہمت مصطفیٰ ﷺ کا مقابلہ کرے۔

سنئے، سنئے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کیا فرماتی ہیں کہ:-

”وَ أَيْكُمُ يُطِيقُ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ“ (ایضاً ص 395)

تم میں کون ایسی طاقت و سکت رکھتا ہے جتنی طاقت رسول اللہ ﷺ رکھتے تھے؟
اللہ اللہ.....! جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو سینہ مبارک سے ایسی آواز آتی جیسے جوش مارتی چٹیلی سے آتی ہے کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ایک ایک آیت پڑھتے پڑھتے ساری رات گزر جاتی۔

تہجد کی جاگی نگاہوں کا صدقہ مرے بخت خفتہ کو آ کر جگا دے
(کاوش)

فرش خواب: سرکارِ دو عالم ﷺ کا بچھونا بہت سادہ تھا چڑے میں کھجور کی چھال، اسی کو تو شک سمجھ لیجئے۔ اسی کو گدا سمجھ لیجئے۔ اور عام بستر تو ایک ٹاٹ کا ٹکڑا تھا۔ دوہرا بچھا دیا جاتا، اس پر آرام فرماتے ایک روز دوہرا کر دیا گیا تو فرمایا کہ:-

”اس بستر کی نرمی نے رات کی نماز میں رکاوٹ پیدا کر دی۔ (ایضاً ص 424)

اللہ اکبر، غور کیجئے! اور اپنی حالت کو دیکھئے، دنیا والوں کی بات نہ کیجئے کہ انہوں نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی ہے، اور دنیا کو آخرت کے عوض خریدا ہے، دینداروں کی بات کیجئے۔ جو آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے کے دعویدار ہیں، ان کے نرم نرم بستر دیکھئے، اور پھر معمولی ٹاٹ پر آرام کرنے والے آقا کا خیال کیجئے..... سرکار جب آرام فرماتے داہنی کروٹ پر اور داہنا ہاتھ خسار مبارک کے نیچے رکھ لیتے۔ سوتے وقت بھی دعاء فرماتے اور بیدار ہو کر بھی دعاء فرماتے..... اللہ اللہ عین غفلت میں بھی ہوشیاری کا درس دے گئے جب بیٹھتے تو غرور و نخوت کے ساتھ نہیں بیٹھتے،

انکسار کے ساتھ، بائیں جانب تکیہ پر ٹیک لگا کر لیتے۔ مگر کبھی تکیہ سے ٹیک لگا کر کھانا تناول نہ فرمایا۔ بیٹھے تو کبھی بیٹھے زانو کھڑے کر کے کمر اور زانوؤں کے ارد گرد مال لپیٹ لیتے، شاید ہمارے ملک کے غریب کسان اسی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ (15)

اک اک ادا ہے آپ کی آیات بینات جس زاویے سے دیکھئے قرآن ہیں مصطفیٰ واضح رہے کہ محمد عربی فداہ انہی و ابی ﷺ کی سیرت طیبہ کے تعلق سے جو گفتشائیاں کی گئیں ہیں ان کا تعلق ”محمد عربی بحیثیت انسان کامل“ سے ہے۔ آپ ﷺ چوں کہ وسیع الجہات اور کثیر الخیالات ہیں اس لئے ہر حیثیت کی سیرت الگ الگ ہے۔ محمد عربی بحیثیت ولی، سیرت اور ہے۔ محمد عربی بحیثیت نبی سیرت اور ہے۔ محمد عربی بحیثیت افضل الرسل سیرت اور ہے۔ محمد عربی بحیثیت رحمة اللعالمین، سیرت اور ہے۔ محمد عربی بحیثیت خاتم النبیین، سیرت اور ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان حیثیات کی تفصیلات کے لئے۔ مدارج النبوة ۱، شفا شریف ۲۔ خصوصاً کبریٰ ۳۔ مواہب لدنیہ ۴۔ رسائل رضویہ ۵۔ وغیرہ کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

الغرض یہ ہیں گلشن نبوت و رسالت کے وہ پھول جن کی خوشبو سے کائنات مہک مہک اٹھی ہے، اور جن کے قدموں کی دھول پر متاع حیات، نقد جاں لٹانے پر بھی ارباب دل کو اعتراف کرنا پڑ رہا ہے کہ:-

۱۔ "مدارج النبوة" شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ کی فارسی تصنیف ہے۔ جس کا اردو ترجمہ دستیاب ہے۔

۲۔ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى ﷺ ابو الفضل قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۳ھ کی عربی تصنیف ہے جس کا اردو ترجمہ دستیاب ہے۔

۳۔ الخصائص الکبریٰ "امام جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ کی عربی تصنیف ہے جس کا اردو ترجمہ دستیاب ہے۔

۴۔ المواہب اللدنیہ "امام احمد بن محمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ کی عربی تصنیف ہے جس کا اردو ترجمہ دستیاب ہے

۵۔ "رسائل رضویہ" امام اہلسنت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ کے رسائل کا مجموعہ ہے۔

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جن کے باغِ خُسن کی بہاروں سے گلشنِ کونین کی نمود و تازگی ہے، ایسے کثیر الفصائل اور پاکیزہ خصائل کہ زمانے نے ان کی مثال نہ دیکھی نہ سنی، نہ دیکھے نہ سنے۔ گلشن میں گلاب تو سب دیکھتے ہیں۔ مگر گلاب میں گلشن جسے دیکھنا ہو، وحدت میں کثرت کا لطف اٹھانا ہو وہ محمد عربی ﷺ کے چمنستانِ صورت و سیرت کی سیر کرے، اسے احساس ہو جائے گا کہ شیشانِ وجود اسی ایک گلاب کی نکلت بیزی کا صدقہ ہے۔ اسے حضرت رضا بریلوی کا فردوغِ نظریا خُسن اعتقاد کی برکت کہئے کہ انہوں نے محبت و عشق کے لئے اسی سچے سورج اور اچھے گلاب کا انتخاب کیا، جن کی غلامی میں کونین کی بادشاہی پنہاں ہے۔ اور جن کی محبت انسان کو اس معراجِ کمال سے آشنا کرتی ہے جہاں ”محبت الہیہ“ کے سوتے پھولتے، چشمے لہراتے ہیں۔ اور ایک معمولی انسان بھی ”عشقِ مصطفیٰ“ کے صدقے میں ”محبوب خدا“ کے تمنے سے سرفراز کر دیا جاتا ہے۔ حضرت رضا بریلوی اسی جانِ رحمت پر اپنی متاعِ فکر و فن اور سرمایہ حیات لٹا رہے تھے، کبھی تحریر سے۔ کبھی تقریر سے۔ کبھی نثر میں۔ کبھی نظم میں۔ کبھی جلوت میں خلوت کے مزے لے کر۔ اور کبھی خلوت میں جلوت کی انجمن سجا کر۔ کبھی غلامانہ شان سے نیاز مندانہ انداز اپناتے ہوئے اور کبھی محبوبانہ شان سے سراپا ناز بنے ہوئے۔ کبھی یاس۔ کبھی آس۔ کبھی دور۔ کبھی پاس۔ کبھی سوز۔ کبھی ساز۔ کتنی رنگین ہے عشقِ مصطفیٰ میں، اور کتنے جلوے ہیں اس بندہ خدا کے۔ دیکھئے! دیکھئے! اذرا محبت کا یہ انداز دیکھئے۔

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے
حرماں نصیب ہوں تجھے امید گہ کہوں جانِ مراد و کانِ تمنا کہوں تجھے
گلزارِ قدس کا گلِ رنگیں ادا کہوں درماںِ دردِ بلبلِ شیدا کہوں تجھے
تیرے تو وصفِ عیبِ تنہائی سے ہیں بُری حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے (16)

حوالے

حضرت رضا بریلوی کا محبوب، صورت و سیرت

1	مقام نبوت	صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی ص 121
2	انوار احمدی	علامہ محمد انوار اللہ حیدر آبادی ص 57
3	کتاب الشفاء ج اول	قاضی عیاض کی ص 322
4	حداائق بخشش	حضرت رضا بریلوی ص 34
5	کتاب الشفاء ج اول	قاضی عیاض کی ص 327
6	کتاب الشفاء ج دوم	قاضی عیاض کی ص 74
7	حداائق بخشش	حضرت رضا بریلوی ص 30
8	انتخاب حداائق بخشش	مرتب ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری ص 8,7
9	حداائق بخشش	حضرت رضا بریلوی ص 51
10	حداائق بخشش	حضرت رضا بریلوی ص 39
11	حداائق بخشش	حضرت رضا بریلوی ص 16
12	حداائق بخشش	حضرت رضا بریلوی ص 31
13	ذکر جمیل	مولانا محمد شفیع اذکار ڈوی مقتبسا 87,79
14	حداائق بخشش	حضرت رضا بریلوی ص 113,110
15	سیرت رسول عربی اور ہماری زندگی	ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری مقتبسا
16	حداائق بخشش	حضرت رضا بریلوی ص 74,73

درود پاک کے فضائل

جذب القلوب میں مندرجہ ذیل فوائد بیان کئے گئے ہیں۔

- (۱) ایک بار درود پاک پڑھنے سے دس گناہ معاف ہوتے ہیں، دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ دس درجے بلند ہوتے ہیں۔ دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔
- (۲) درود پاک پڑھنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے۔
- (۳) درود پاک پڑھنے والے کا کندھا جنت کے دروازے پر منسوب ہوتا ہے۔ بارگاہِ مبارک کے ساتھ چھو جائے گا۔
- (۴) درود پاک پڑھنے والا قیامت کے دن سب سے پہلے آقاؐ کے پاس پہنچ جائے گا۔
- (۵) درود پاک پڑھنے والے کے بارے کا مومن کے لئے قیامت کے دن منسوب ہوتا ہے۔ (ذمہ دار) نہ ہائیں۔
- (۶) درود پاک پڑھنے سے دل لی۔ عالی ماسئل ہوتی ہے۔
- (۷) درود پاک پڑھنے والے کو باطنی میں آسانی ہوتی ہے۔
- (۸) جس نماز میں درود پاک پڑھا جائے اس نماز کو فرشتے رات سے لپیٹ لیتے ہیں۔
- (۹) درود پاک پڑھنے سے سید الانبیاء حبیب خدا ﷺ کی محبت بڑھتی ہے۔
- (۱۰) رسول اللہ ﷺ خود درود پاک پڑھنے والے سے محبت فرماتے ہیں۔
- (۱۱) قیامت کے دن سید دو عالم نور مجسم ﷺ درود پاک پڑھنے والے سے مصافحہ کریں گے۔
- (۱۲) فرشتے درود پاک پڑھنے والے کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔
- (۱۳) فرشتے درود پاک پڑھنے والے کے درود شریف کو سونے کی قلموں سے چاندی کے کاغذوں پر لکھتے ہیں۔
- (۱۴) درود پاک پڑھنے والے کا درود شریف فرشتے دربار رسالت میں لے جا کر یوں عرض کرتے ہیں، یا رسول اللہ ﷺ افلاں کے بیٹے فلاں نے حضور کے دربار میں درود پاک کا تحفہ حاضر کیا ہے۔
- (۱۵) درود پاک پڑھنے والے کا گناہ تین دن تک فرشتے نہیں لکھتے۔

فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

ترجمہ: اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں

واضح حکم خداوندی کے باوجود

ہم اپنے دینی و دنیاوی مسائل پوچھنے میں کیوں ہچکچاتے ہیں.....؟

آپ کے اپنے علاقے میں قائم

دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت میں

بہ مقام: نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر کراچی۔

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ العیسیٰ صاحب مدظلہ العالی

آپ کے دینی و دنیاوی مسائل کے جوابات کے لیے موجود ہیں۔

آئیے..... اور..... پوچھیے

منجانب

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔